محشر نقوی
MAZHER

مسکین مظہر علی خان

اہلِ ادب باذوق احباب کے لیے تحفہ پڑھنیے اور دعاؤں میں یاد رکھیے

Misken Mazhar ali Khan

مجھے تراش کے رکھ لو کہ آنے والا وقت

خزف دکھا کے گُہر کی مثال پوچھے گا

فضا ابنِ فیضی✍️

رباعیاتِ عمر خیامؔ

اس اشاعت میں میں نے بعد غور کر جن ترمیمات کی ضرورت محسوس کی ہے وہ ذیل میں درج ہیں

رباعی نمبر	مصرع نمبر	ترمیم شدہ مصرع
۱	۱	اٹھ جاگ! کہ شاہِ خاور نے، وہ چرخ بریں کا شہ پارا
	۲	ہر برگ و شجر ہر بام و در پر زرّیں پیکاں برسا کر
۳	۳	یہ دورِ نشاط و بزمِ طرب کے ٹھاٹ پڑے رہ جائیں گے سب
۴	۲	پھر روحِ شاعر ڈھونڈ رہی ہے گوشۂ فکر و تنہائی
	۴	جس جا پہ دمِ عیسیٰؑ سے زمیں نے شانِ حیاتِ نو پائی
۵	۲	شدّاد رہا باقی نہ ارم، ویران ہیں ان کے کاشانے
۶	۱	آ! ساغرِ مے لبریز کریں، ہے فصلِ بہاراں توبہ شکن

کر نذرِ آتشِ گُل اپنے اس زہد و ورع کا رختِ کہن	۲	
ہے طائرِ جاں پرواز کناں نائل بہ فصالِ روح و بدن	۴	
داؤد کے "بادہ، بادہ" کی خوش لحنی نے مسحور کیا	۱	۷
اور حرف و حکایت نے صہبا کی رندوں کو مسرور کیا	۲	
ہے طالبِ کیفِ سرخیٔ گل، رخسار بے رنگِ بلبل	۳	
پھر چشم ساقی کی مستی نے رہ رہ کر مخمور کیا	۴	
ہے نخلِ حیاتِ دوروزہ کا موت ہی آخر برگ و ثمر	۲	۸
ہر لحظہ یہاں قطرہ قطرہ مئے زیست کی ٹپکے جاتی ہے	۳	
کل تک جو تبسم ریز رہا اس گُل کو مگر چھوڑ آئی کہاں؟	۲	۹
اب کے بھی بہار آئے گی اٹل، ہمراہ لئے گلؔ، پھول، کنول	۳	
کچھ قلقلِ مینا ہوش ربا، کچھ سر میں سرورِ آبِ کہن	۲	۱۱
کچھ جاہ و حشم کے متوالے، کچھ آتشِ گل کے پرکالے	۱	۱۲
کچھ جنتِ موعودہ کی بحث امید لئے فردا والے!	۲	
امروز کا بہتر ہے سودا یا ایں کہ مواعید فردا	۳	
یہ ڈھول سہانے دور کے ہیں دھوکے میں نہ آ بھولے بھالے!	۴	-

۱۵	۱	سوتے میں مجھے آئی یہ صدا "اے شمع فنا کے پروانے
	۲	ہر صبح عیاں ہوتی ہے اگرچہ لے کے گلوں کے پیمانے
	۴	کھلتی ہے کلی اک بار ہمیشہ مرجھانے کو! دیوانے!!
۱۶	۴	اک لحظہ چمک دیکھی اسکی اک آن تماشہ کرنا ہے
۱۸	۳	بہرام وہ صیادِ اکبر تھا جس سے خرِ صحرا اتشدر
۲۲	۴	سب لہو و لعب، سب عیش و طرب اوروں کو ودیعت کرتے ہیں،
۲۳	۱	ہر خندۂ گل میں مضمر ہے ہر ایک بلندی کی پستی
	۳	ہے سنبلِ پیچاں میں جو شکن کسی طرۂ لیلیٰ کی ہے پھبن
۲۷	۱	ہر واعظ و صوفی کی خدمت میں ساتھ لیے تن من نکلا
۲۸	۱	صحبت میں انھیں فرزانوں کی اک تخمِ فراست بویا تھا
۳۰	۴	اچھے ہیں وہی جن کو کہ رموزِ کون و مکاں معلوم نہیں
۳۱	۱	اس ارضِ قفس سے تا بہ فلک میں نے قصدِ پرواز کیا
	۲	گردوں کے درِ بستہ کو بڑھ کر رفتہ رفتہ باز کیا
۳۲	۴	پھر کنجِ فراموشیٔ لحد میں تیرا میرا جانا تھا

۳۳	۲	ظلمت کدۂ نظمِ ہستی محتاجِ رخِ مشعل ہی رہا
۳۴	۱	یہ ساغرِ مئے نے مجھ سے کہا "کیا اپنی تجھے پہچان نہیں"؟
۳۵	۲	یا میری طرح گردابِ بلا میں کشتیٔ دل کھیتا ہوگا
۳۶	۲	کچھ ظرف گلی ڈھلتے دیکھے کچھ ڈھال کے رکھے صف بستہ
۳۷	۱	مٹی یہ جو گرتا ہے قطرہ جب ساغرِ مئے بھر جاتا ہے
	۲	وہ خاک کی تہہ میں دزدیدہ اندر ہی اندر جاتا ہے
۲	۴	میں بھی تو کوزہ پشت ہوا تو بھی تو تھک کر چور ہوا
۳۰	۴	سن! آج جو ہے وہ کل ہوگا کل کا بھی یہی فرجام ہوا
۴۰	۳	زاں پیش کہ ہم آغوش کرے خود پیکِ اجل مدہوش کرے
۴۳	۲	دنیا کی جواں سالی کے غمزے تازہ کرشمے پائیں گے
۴۴	۱	اس ہست و بود کی منزل میں ایک سانس کا وقفہ حائل ہے
	۲	اک جرعۂ آبِ زیست فقط اس دارِ فنا کا حاصل ہے
	۳	معلوم نہیں کب سوئے عدم اٹھتے ہیں مسافر تیرے قدم
	۴	گم کردۂ راہِ ہستی تو انجامِ سفر سے غافل ہے

۷۷	۱	اِس بندۂ بے بس سے تونے کیوں اُمیدِ اضداد رکھی
	۴	کیا خوب عدالت کی تو نے کیا خوب بنائے داد رکھی
۷۸	۱	تو ہی نے مئے وشاہد سے مری اس دنیا کو آباد کیا
	۲	تو ہی نے سرشتِ انساں کو محدودِ خاک وباد کیا
	۴	کیوں کالبدِ خاکی کو ملزم ٹھہرا کے برباد کیا ؟
۸۲	۳	حیرت سے مجھے سکتہ سا ہوا آپس میں انہیں گویا پایا
۸۷	۲	وہ یار بہت درہم برہم اور تیغ بکف سر پہ ہوگا
۹۰	۲	انگور کا رس نہلانے کو انگور کے پتوں کا ہو کفن
۹۲	۳	اے شیخ ذرا ہشیاری سے لے کام مگر عیاری سے
۹۳	۳	دیکھا نہیں تونے صیدِ زبوں ہوکر ہی رہا بھر دورِ جنوں
۹۴	۲	گلشن میں شباب و حسن کے پھر تاثیرِ خمار آئی بھی گئی
	۳	معلوم نہیں کس سمت کدھر پرواز میں ہے رنگیں پیکر
۹۵	۳	ناموس وشرافت کو آخر دانستہ کیا غرقِ ساغر
۹۷	۱	اے کاش کہ ساقی تو اور میں اُس کو اپنا دم ساز کریں

———— ✽ ————

رباعیاتِ عمر خیّام

مترجم

و

منظوم

محشر نقوی

ناشر سید عبدالرزاق بکسیلر عابد روڈ حیدرآباد دکن

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس مغلپورہ حیدرآباد دکن

پیش لفظ

عمر خیام کے فلسفۂ حیات نے مشرق میں وہ مقبولیت
اور ہر دلعزیزی حاصل نہیں کی جو اس کو مغرب میں نصیب ہوئی۔
شاید ہی کوئی ایسی مغربی زبان ہوگی جس میں اس شاعرِ اعظم کی
رباعیوں کا ترجمہ نہ کیا گیا ہو خصوصاً زبان انگریزی میں فٹز جرلڈ
Fitz Gerald نے عمر خیام کی رباعیوں کا ترجمہ
اِس حُسن و خوبی سے کیا ہے کہ ترجمہ اصل سے بے نیاز ہوگیا ہے۔
حقیقت تو یہ ہے کہ خیام کے مطالب کنایہ اور طنز کو اس نے
اپنے الفاظ میں بالکل اپنا لیا ہے۔

ہندوستان کے بعض شعراء نے بھی عمر خیام کی رُباعیوں کو

اُردو کا جامہ پہنانے کی کوشش کی ہے لیکن ان حضرات نے جہاں تک میرا خیال ہے اصل فارسی کلام کو پیشِ نظر رکھا اور رُباعی ہی کے وزن میں ان کو منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معمولی ردّ و بدل الفاظ کے ساتھ مکھی پر مکھی ماری جانیکی وجہ اصل رُباعیوں کی نزاکت اور رنگینی متاثر ہو کر رہ گئی۔ برخلاف اس کے میں نے فارسی رُباعیوں کے عوض فٹزجرلڈ Fitz Gerald کے انگریزی ترجمہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایک طویل لیکن مترنم بحر اختیار کی تاکہ اِس کے ذریعہ ترجمہ میں شاعر کا حقیقی منشاء و مفہوم ظاہر ہو سکے۔ ترجمہ کے حُسن و قبح کا صحیح اندازہ قائم کرنے کیلیے میں نے انگریزی رُباعیوں کو بھی ساتھ ہی طبع کروا دیا ہے۔

میں بطور خاص عالیجناب نواب تراب یار جنگ بہادر کا رہین منت ہوں کہ

نواب صاحب ممدوح نے ازراہِ نوازش و عنایت اِن رُباعیوں کو ملاحظہ

فرما کر اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرمایا۔

بہر حال کافی دماغ سوزی اور کاوشِ پیہم کے بعد بفضلہ

(۱۰۱) رباعیات پیش کشِ ناظرین ہیں۔

میں کوئی مستند ادیب ہوں اور نہ حقیقی معنوں میں شاعر۔ اس لئے

زبان صرف و نحو اور تراکیبِ لفظی کی اگر مجھ سے فروگذاشتیں ہوئی ہیں تو

نقادانِ فن سے بصد ادب معذرت خواہ ہوں۔ فقط

احقر

محشر نقوی

نوٹ :۔ "یاں" اور "واں" گو متروک ہیں لیکن استعمال
کرنے پر مجبور۔

اِنتسَاب

نذرِ عقیدت

میری اس اَدبی کاوش کے لئے یہ انتہائی فخر ہے کہ

والاجناب حضرت صاحبزادہ نواب بسالت جاہ بہادر بالقابہ

نے

ازراہِ نوازش اپنے نام نامی سے معنون کرنے کا

اِفتخار بخشتا ہے

کلاہِ گوشۂ دہقان بہ آفتاب رسید

عقیدت کیش

محشر نقوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

WAKE! For the Sun, who
scatter'd into flight
The stars before him from the
Field of Night,
Drives Night along with them
from Heav'n and strikes
The Sultan's Turret with a Shaft
of Light.

اُٹھ جاگ! کہ خورشیدِ خاور وہ چرخِ بریں کا شہ پارا
تاریکیٔ شب کی چادر کو اک آن میں کر پارا پارا
ہر برگ و شجر ہر بام و در کو نور کا پہنا کر زیور
مشرق کی مہم کو سر کر کے اجرامِ فلک کو دے مارا

Before the Phantom of False
Morning died,
Methought a Voice within the
Tavern cried,
"When all the Temple is
prepared within,
Why nods the drowsy
Worshipper outside?"

آئی یہ صدا ہنگامِ سحر میخانہ کا اپنے کُھلتے ہی در
اے مست خراب بنتِ عنب آوارہ و رُسوا خستہ جگر
اُٹھ جاگ کہ ساغر پُر کر لیں کیوں سوتا ہے خوابِ غفلت میں
ڈر ہے نہ کہیں پُر ہو جائے خود زیست کا تیرے ہی ساغر

And, as the Cock crew, those
who stood before
The Tavern shouted — "Open
then the door!
You know how little while we
have to stay.
And, once departed, may return
no more."

دی مُرغِ سحر نے بانگ اُدھر، اور مِل کے صدا رندوں نے اِدھر
کچھ دیر کے مہماں ہیں ساقی، کھلتا نہیں کیوں میخانہ کا در؟
یہ دورِ نشاط و بزمِ طرب، رہ جائیں گے پیچھے ٹھاٹ یہ سب
اب کوچ ہے اپنا سوئے عدم، ہم باندھ چکے ہیں رختِ سفر

Now the New Year reviving old
    Desires,
The thoughtful Soul to Solitude
    retires,
Where the WHITE HAND OF
    MOSES on the Bough
Puts out, and Jesus from the
    Ground suspires.

پھر آمدِ سالِ نو تازہ اُمید و تمنّا لے آئی
پھر روحِ شاعر ڈھونڈے ہے اک گوشۂ فکر و تنہائی
ہو کثرتِ برگ و گُل سے جہاں موسیٰؑ کے یدِ بیضا کا گماں
جس جا پہ دمِ عیسیٰؑ سے زمیں تزئینِ حیاتِ نو پائی

Iram indeed is gone with all his
Rose,
And Jamshyd's Sev'n-ring'd Cup
Where no one knows;
But still a Ruby kindles in the
Vine,
And many a Garden by the water
blows.

دارا و سکندر، جامِ جم، عبرت کے مگر ہیں افسانے
نمرود رہا باقی نہ اِرم، ویراں ہیں اُن کے کاشانے
لیکن گُل و بُلبُل اب بھی ہیں، وارفتۂ اُلفت دیوانے
لبریز مئے گلگوں ہیں ابھی، رندانِ جہاں کے پیمانے

Come, fill the Cup, and in the
fire of Spring
Your Winter-garment of
Repentance fling:
The Bird of Time has but a
little way
To flutter—and the Bird is on
the Wing.

آ! ساغرِ مے لبریز کریں، ہے فصلِ بہار اب توبہ شکن
کر نذرِ آتشِ موسمِ گُل، تقویٰ کا ترے یہ رختِ کُہن
کچھ دیر کی ہے پرواز یہاں، کچھ دیر بسیرے کا اِمکاں
ہے طائرِ جاں پرواز کناں، مائل بہ فصالِ روح و تن

And David's lips are lockt; but
in divine
'High-piping Pehlevi, with
"Wine! Wine! Wine!
Red Wine!"—the Nightingale
cries to the Rose
That sallow cheek of hers t'
incarnadine

داؤد[4] کے "بادہ بادہ" کی خوش لحنی سے لب بند ہوے
اور حرف و حکایت سے صہبا کی شیریں مثلِ قند ہوے
مانگے ہے پھر سے غازۂ گُل رخسارِ بے رنگِ بُلبل
پھر چشمِ ساقی تندیٔ مے سے مخمور و خورسند ہوے

Whether at Naishapur or
Babylon,
Whether the Cup with sweet or
bitter run,
The Wine of Life keeps oozing
drop by drop,
The Leaves of Life keep falling
one by one.

مشرق میں ہو یا مغرب میں گزر ہو رنج میں یا شادی میں بسر
ہے نخلِ حیاتِ دو روزہ کا موت ہی غافل برگ و ثمر
یاں قطرہ بہ قطرہ ہر لحظہ مئے زیست کی ٹپکے جاتی ہے
یوں گرتے ہیں ہر دم برگِ نفس جیسے کہ خزاں دیدہ ہو شجر

Each morn a thousand Roses
brings, you say?
Yes, but where leaves the Ros e
of Yesterday?
And this first Summer month
that brings the Rose
Shall take Jamshyd and Kaiko-
bád away.

ہر صبح ہزاروں لالہ و گُل کو ساتھ لئے ہوتی ہے عیاں
کل تک جو تبسم پاش رہا اُس گُل کو مگر چھوڑ آئی کہاں؟
اب کے بھی بہار آئے گی اٹل ہمراہ لئے پھولوں کے ڈل
جمشید و قُباد و کسریٰ کو لیکن یہ کرے گی نذرِ خزاں

Well, let it take them! What have
 we to do

With Kaikobád the Great, or
 Kaikhosrú?

Let Zal and Rustum bluster as
 they will,

Or Hátim call to Supper— heed
 not you.

ہونے دے انہیں تو نذرِ خزاں، یاں سب کو آنا جانا ہے!

جمشید کو کیا لے جانا ہے، کیخسرو کو کیا لانا ہے!

حاتم کی سخاوت خود سائل، رُستم کی شجاعت خود گھائل

دنیا میں انہوں نے کیا پایا، عُقبیٰ میں انہیں کیا پانا ہے!

A Book of Verses underneath,
the Bough,

A Jug of Wine, a Loaf of Bread—
and Thou

Beside me singing in the Wilder-
ness—

Oh, Wilderness were Paradise
enow!

ہو پاس کتابِ شعر و سخن اور سر پہ صنوبر سایہ فگن
کچھ قلقلِ مینا ہوشربا کچھ سر میں سُرورِ عرقِ کہن
پھر شاہدِ مہوش تجھ جیسا اور محوِ ترنّم نغمہ سرا
واللہ! بیاباں جنت ہے صحرائے مغیلاں رشکِ چمن

Some for the Glories of This
    World; and some
Sigh for the Prophet's Paradise
    to come;
Ah, take the Cash, and let the
    Credit go,
Nor heed the rumble of a distant
    Drum!

کچھ جاہ و حشم کے دلدادہ اور سرتا سر دنیا والے!
کچھ جنّت موعودہ پہ عبث اُمید بندھے فردا والے!
امروز کا بہتر ہے سودا عاقل کہ مواعیدِ فردا؟
یہ ڈھول سُہانے دور ہی بس دھوکے میں نہ آ جو لے بھالے!

Were it not Folly, Spider-like to spin
The Thread of present Life away to win—
What? for ourselves, who know not if we shall
Breathe out the very Breath we now breathe in!

ہم سب نے یہاں مکڑی جیسے گو زیست کا جالا تانا ہے
لیکن یہ حماقت کس خاطر، کیا دنیا میں پھل پانا ہے
حاصل ہے یہاں کا لاحاصل، معلوم نہیں کیا اے غافل؟
ہے سانس مگر آنی جانی، ہم کو بھی آنا جانا ہے

Look to the blowing Rose about
us- "Lo,
Laughing," she says, "into the
world I blow,
At once the silken tassel of my
Purse
Tear, and its Treasure on the
Garden throw."

"غُنچہ چٹکا، کچھ دیر ہنسا، پھر یوں محوِ فریاد ہوا
اک لحظہ شگفتہ ہو کر میں بے سود و عبث ہی شاد ہوا
بس ایک ہوا کا جھونکا تھا، میں تھا کہ مرا سرمایہ تھا
یہ طُرّۂ زرّیں پژمُردہ آناً فاناً برباد ہوا"

Another Voice, when I am sleep-
ing cries,

"The Flower should open with
the Morning skies."

And a retreating Wishper, as
I wake—

"The Flower that once has blown
for everdies."

سوتے میں مجھے آئی یہ صدا یہ مان لیا او دیوانے

ہر روز عیاں ہوتی ہے سحر کو لے کے گلوں کے پیمانے

لیکن یہ ندا ساتھ ہی آئی اے ہستیٔ دوں کے سودائی

معلوم نہیں! کھلتی ہے کلی اِک بار ہمیشہ مُرجھانے!

The Worldly Hope men set their
Hearts upon
Turns Ashes–or it prospers; and
anon,
Like Snow upon the Desert's
dusty Face,
Lighting a little hour or two—is
gone.

اِک خاک کے تودے پر تکیہ اُمید پہ تکیہ کرنا ہے
بیکار توقع ہے اس پر بے سود بھروسہ کرنا ہے
خورشید نکلنے پر لرزاں شبنم کی لڑی جیسے رقصاں
کچھ لحظہ چمک دیکھی اس کی کچھ آن تماشہ کرنا ہے

Think, in this batter'd Caravan-
serai.
Whose Portals are alternate
Night and Day,
How Sultan after Sultan with
his Pomp.
Abode his destined Hour, and
went his way.

یہ دہر سرائے فانی ہے دروازے ہیں جسکے روز و شب
آئین یہاں کا ہنگامہ دستور یہاں کا رنج و تعب
ہر روز مسافر آتے ہیں دو چار گھڑی بس جاتے ہیں
اس کو نہ غریبوں کی پرواہ اس کو نہ سلاطیں سے مطلب

They say the Lion and the Lizard
keep.
The Courts where Jamshyd glo-
ried and drank deep:
And Bahram, that great Hun-
ter—the wild Ass.
Stamps o'vr his Head, but can
not break his Sleep.

جمشید کے ایوان عشرت میں آج درندوں کے مسکن
تھے محفلِ ناؤ نوش جہاں ہے بوم وہاں محوِ شیون
بہرام وہ صیاد اعظم تھا جِس سے خر صحرا بیم
اب اِس کی ٹھوکر بھی نہ جگا سکتی ہے اُسے زیرِ مدفن

The Palace that to Heav'n his
    pillars threw;
And kings the forehead on his
    threshold drew—
I saw the solitary Ringdove
    there,
And "Coo, coo, coo," she cried;
    and "Coo, coo, coo."

وہ سر بہ فلک کاخ و ایواں وہ دلکش خوبانِ خوش رو
شاہانِ سلف کے سر جن کی دہلیزوں پر رہتے تھے فرو
ہے بوم وہاں اب محوِ فغاں قمری کی صدا سے صاف عیاں
رفتند کجا بس اللہ ھو، ہستند کجا کو، کو، کو، کو؟

Ah, my Beloved, fill the Cup that
clears.

To-DAY of past Regrets and
future Fears:

To-morrow !—Why, Tomorrow
I may be.

Myself with Yesterday's Sev'n
thousand Years.

وہ بادۂ رنگیں دے ساقی جو روح کو مالا مال کرے

جو ماضی و مُستقبل کے وہم و شک کا استیصال کرے

بس آج کا یکتا سودا ہے بے سود اُمیدِ فردا ہے

معلوم نہیں کل ہونے تک تقدیر مرا کیا حال کرے

MAZHER

For some we loved, the loveliest
and the best.

That from his Vintage rolling
Time hath prest,

Have drunk their Cup a Round
or two before,

And one by one crept silently
to rest.

وہ جن سے محبّت کی ہم نے وہ جن کو لگایا سینے سے

صد حیف کہ یہ رفتہ رفتہ منھ موڑ گئے سب جینے سے

اِس جَامِ حیاتِ دو روزہ کا بعض نے چکھا بھی نہ مزہ

ایسے میں اجل آئی کہ ابھی لب تر نہوے تھے پینے سے

And we, that now make merry in
the room.
They left, and summer dresses
in new bloom,
Ourselves must we beneath the
Couch of Earth.
Descend—ourselves to make a
Couch —for whom?

ہم چار گھڑی دنیا میں عبث یاں عشق و محبت کرتے ہیں
اسلاف کے کاخ و ایواں میں بے معنی مسرت کرتے ہیں
کچھ لطف اُٹھائے بھی کہ نہیں چل بستے ہیں آخر زیر زمیں
سب لہو و لعب، سب عیش و طرب اوروں کے ودیعت کرتے ہیں

I some times think that never
blows so red.
The Rose as where some buried
Caesar bled;
That every Hyacinth the Gar-
den wears.
Dropt in her Lap from some
once lovely Head.

ہر خندۂ گُل میں مضمر ہے معراجِ بلندی کی پستی
ہر غنچۂ گُل میں پوشیدہ کسی مہوشِ رفتہ کی ہستی
ہے سُنبلِ پیچاں میں جو شکن کسی طرّۂ لیلیٰ کا ہے پھبن
ہر سرو چمن میں جلوہ فگن کسی سرو سہی قد کی مستی

And this reviving Herb whose
tender Green
Fledges the River-lip on which
we lean—
Ah, lean upon it lightly! for
who knows.
From what once lovely Lip it
springs unseen!

نوخیز جو نخلِ گلبن ہے استادہ کنارِ آبِ جو
کیا رنگت اس نے پائی ہے کیا اس نے پائی ہے خوشبو
آہستہ مگر تکیہ کرنا ہشیار ذرا اس سے رہنا
کس غنچۂ لعل لب سے نہیں معلوم ہوئی ہے اسکی نمو!

Ah, make the most of what we
yet may spend,

Befor we too into the Dust des-
cend;

Dust into Dust, and under Dust
to lie,

Sans Wine, sans Song, sans sin-
ger, and—sans End!

یہ آج کی دنیا ہے غافل کل تیرا جہاں میں نام کہاں؟
خوش باش ہو گر نہ تیرے لئے کل زیست کی صبح و شام کہاں؟
کل خاک میں تجھکو سونا ہے کل خاک کا تودہ ہونا ہے
کل ساقئ دل آرام کہاں؟ کل بادہ کہاں؟ کل جام کہاں؟

Alike for those who for To-DAY
prepare,
And those that after some To-
MORROW stare,
A Muezzin from the Tower of
Darkness cries,
"Fools! your Reward is neither
Here nor there."

کچھ دولتِ عُقبیٰ پر قانع کچھ دولتِ دنیا پر نازاں
کچھ حاصلِ دو روزہ پہ مگن کچھ وعدۂ فردا پر شاداں
ہاتف نے صدا دی دیوانو! اے شمع فنا کے پروانو!
یہ شوقِ جزا یہ خوفِ سزا بیکار "یہاں" بے سود "وہاں"

Myself when young did eagerly
frequent.

Doctor and Saint, and heard
great argument.

About it and about: but ever-
more.

Came out by the same door where
in I went.

ہر واعظ و صوفی کی صحبت میں عمر کٹی بچپن نکلا

ارباب کمال و فضل کے یاں میں لے کے حُسنِ ظن نکلا

پر ان کے مباحث کی شرکت نے مجھکو دیا درسِ عبرت

جس در سے پہنچا اُس در سے صَد حیف تہی دامن نکلا

With them the seed of Wisdom did
 I sow,
And with mine own hand wrou-
 ght to make it grow;
And this was all the Harvest
 that I reap'd—
"I came like Water, and like
 Wind I go."

صحبت میں انہیں فرزانوں کی میں تخمِ فراست بویا تھا
سرسبزیٔ کشتِ علم و عمل کا طالب تھا اور جویا تھا
یہ فصل خزاں دیدہ ہی رہی یہ کھیتی کاہیدہ ہی رہی
حاصل تھا مگر سب لاحاصل جو بویا تھا وہ کھویا تھا

Why, all the Saints and Sages
who discuss'd

Of the two Worlds so learnedly,
are thrust.

Like foolish prophets forth; their
words to Scorn,

Are scatter'd, and their Mouths
are stopt with Dust.

ارباب کمال و فضل جو تھے یاں اپنی فراست پر نازاں

تھا جن کو کشودِ عقدۂ دو عالم کا بہت دعویٰ و گماں

محدود ذکاوت تھی اُن کی بے سود طلاقت تھی اُن کی

اب خاک سے پُر ہیں اُن کے دہن اور خاک کا تودہ انکی زباں

What, without asking, hither hurried Whence?
And, without asking, whither hurried hence!
Oh, many a Cup of this forbidden Wine.
Must drown the memory of that insolence!

ہم آئے کہاں سے اور ہمیں جانا ہے کہاں؛ معلوم نہیں
دنیا کے دو روزہ وقفہ کا کچھ سود و زیاں معلوم نہیں
غرقِ مئے ناب و لیٰ ساقی ایں دفترِ بے معنیٰ ساقی
اچھے ہیں وہی جن کو کہ رموزِ کن فیکاں معلوم نہیں

**Up from Earth's Centre through
the Seventh Gate.**

**I rose, and on the Throne of
Saturn sate;**

**And many a Knot unravel'd
by the Road;**

**But not the Master-knot of
Human Fate.**

اس کرۂ ارضی سے نکلا اور تا بہ فلک پرواز کیا

گردوں کے درِ بستہ کو میں نے رفتہ رفتہ باز کیا

لیکن گرہِ بختِ انساں کچھ ایسی کٹھن تھی اور پیچاں

اس عقدۂ لاینحل کا مگر معلوم نہ آخر راز کیا

There was the door to which I
found no key;
There was the Veil through
which I might not see;
Some little talk a while of Me
and THEE
There was — and then no more
of THEE and ME.

اس در کی کلید آخر نہ ملی جس در سے آنا جانا تھا
اس پردۂ حائل کے پیچھے دشوار نظر کا جانا تھا
کچھ دیر فسانہ تھا تیرا کچھ دیر ٹھکانا تھا میرا
پھر خوابِ ابد اور کنجِ لحد میں آخر کھویا جانا تھا

Then of the THEE in ME who
works behind.

The Veil, lifted up my hands
to find

A lamp amid the darkness;
and I heard,

As from Without — "THE ME
within THEE BLIND!"

یہ رمزِ "من و تو" کا عقدۂ مستغنیِ سعی حل ہی رہا

ظلمت کدۂ نظمِ ہستی محتاجِ دمِ مشعل ہی رہا

ہے عقل و عقیدہ کا بحران اک پردۂ حائل آویزاں

بالغیب قبولِ ایماں سے یہ ذہن ہمیشہ شل ہی رہا

Then to the Lip of this poor
earthen Urn.

I lean'd, the Secret of my Life
to learn:

And Lip to Lip it murmur'd-
"While you live,

Drink! for, once dead, you never
shall return."

یہ ساغرِ مے نے مجھ سے کہا "کیا تجھکو تری پہچان نہیں؟
کیا رازِ حیاتِ دوروزہ سے واقف تو نادان نہیں؟
ایسے میں مسلسل دَور چلا تا زیست پیئے جا اور پلا
اک بار یہاں سے جانے پر لوٹ آنے کا امکان نہیں؟"

I think the Vessel, that with
fugitive.

Articulation answer'd, once did
live,

And drink; and Ah! the pas-
sive Lip I Kiss'd,

How many Kisses might it take-
and give!

یہ ساغرِ مے ممکن ہے کبھی دُنیا کے مزے لیتا ہوگا
اور میری طرح اس ہستیٔ دوں کے صدمے بھی سہتا ہوگا
اب اس کے ہیں لب بند مگر جب ہوگا خوں کا اسمیں گذر
اُس وقت مگر کتنے بوسے لیتا ہوگا دیتا ہوگا!

For I remember stopping by the
way.
To watch a Potter thumping his
wet Clay:
And with its all-obliterated
Tongue.
It murmur'd—"Gently, Brother,
gently, pray!"

اک روز دکانِ کوزہ گر کا میں نے لیا یوں ہی رستہ
کچھ ظرف گِلی ڈھلتے دیکھے کچھ ڈھلکے رکھے واں صف بستہ
جب چاک پھرائی جاتی تھی۔ دھیمی سی صدا یہ آتی تھی
"حالت ہے مرے گِل کی خستہ۔ آہستہ برادر آہستہ"

And not a drop that from our
Cups we throw.

For Earth to drink of, but may
steal below

To quench the fire of Anguish
in some Eye.

There hidden—far beneath, and
long ago.

ہر قطرۂ مے اِک بار کبھی جو مٹی پہ گر جاتا ہے

وہ رفتہ رفتہ خاک کی تہ میں دُور تلک رس جاتا ہے

اس جذب و کشش کا کیا کہنا۔ اس سوز و تپش کا کیا کہنا

اِک بادہ کشِ رفتہ کی تشنہ کامی تر کر جاتا ہے

As then the Tulip for her morning sup.
Of Heav'nly Vintage from the soil looks up,
Do you devoutly do the like, till Heav'n
To Earth invert you—like an empty Cup.

گو بادۂ شبنم پی پی کر یاں لالہ عبث مخمور رہوا
گو کیف و نشاطِ بلبل سے گُل ہنسنے پر مجبور رہوا
گردونِ خمیدہ کے رم سے ہستی کے مگر زیر و بم سے
تو بھی تو کوزہ پشت ہوا تو بھی تو تھک کر چور رہوا

And if the Wine you drink, the
Lip you press,
End in what All begins and ends
in—Yes;
Think then you are To-DAY
what YESTERDAY
You were — To-MORROW you
shall not be less.

یاں عشق و محبت کا غافل آغاز ہی بس انجام ہوا
اور بوس و کنارِ الفت کا انجام بہت ناکام ہوا
یہ دہر سرابِ قدرت ہے یہ جانِ حبابِ فطرت ہے
سُن! آج وہی ہے جو کل تھا کل کا بھی یہی فرجام ہوا

Do you, within your little hour
of Grace,

The waving Cypress in your
Arms enlace,

Before the Mother back in-
to her arms,

Fold, and dissolve you in a last
embrace.

فرصت کو غنیمت جان یہاں جب تک کہ تجھکو ہوش رہے

معلوم نہیں اس بزمِ جہاں میں کب تک ناؤ نوش رہے

زاں پیش کہ ہم آغوش کرے خود مادرِ گیتی جوش کرے

اے کاش کہ دخترِ رز سے تو ہم پہلو ہم آغوش رہے

So when the Angel of the darker
Drink.

At last shall find you by the
river-brink,

And, offering his Cup, in-
vite your Soul.

Forth to your Lips to quaff—
you shall not shrink.

جب پیکِ اجل آئے سر پر اور پیش کرے اپنا ساغر

اور پائے تجھے بیدم خستہ بے حال کنارِ دریا پر

بس جان کہ منزل ختم ہوئی برخاست جہاں کی بزم ہوئی

اک سانس میں خالی کر ساغر اغماض نہ کر انکار نہ کر

And fear not lest Existence closing your.

Account, and, mine, should know the like no more;

The Eternal Saki from that Bowl has pour'd

Millions of Bubbles like us, and will pour.

اِس دارِ فنا سے تو اور میں گو کوچ کرینگے سوئے عدم

لیکن نہ رہیں گے اِک لحظہ خالی یہ ہمارے نقشِ قدم

تجھ جیسے ہزاروں آئینگے مجھ جیسے ہزاروں جائینگے

قسامِ ازل کے ہاتھوں یہ ہوتا ہی رہیگا بیش و کم

When You and I behind the Veil
are past,
Oh, but the long, long while the
World shall last,
Which of our Coming and
Departure heeds
As the Sea's self should heed
a pebble-cast.

اس پردۂ حائل کے پیچھے جب تو اور میں ہو جائیں گے
دنیا کی جواں سالی کے قرن صدیوں ہی گذرتے جائیں گے

بازیچۂ سحر شعبدہ گر ہے آمد و رفتِ نوعِ بشر
ہر روز ہزاروں آئیں گے ہر روز ہزاروں جائیں گے

A Moment's Halt—a momentary
taste.
Of BEING from the Well amid
the Waste—
And Lo!—the phantom Cara-
van has reach'd
The NOTHING it set out from—
Oh, make haste!

اِک لحظہ کا وقفہ ہے غافل دُنیا کی حیاتِ دوروزہ
اِک جُرعۂ آبِ زیست کا یاں قسمت میں لکھا ہے اپنے مزہ
ہاں جلد! وگرنہ سوئے عدم اُٹھتے ہیں مُسافر تیرے قدم
یاں کوچ کا ساماں ہے ہر دم بُھگتے گا وگرنہ خمیازہ

A moment guess'd—then back
behind the Fold
Immerst of Darkness round the
Drama roll'd
Which, for the Pastime of Eter-
nity,
He doth Himself contrive, en-
act, behold.

اِک لحظہ کا وقفہ ہے دنیا، دنیا کی حقیقت افسانہ
اِک آنکھ جھپکنے کی مہلت اور آیا عدم کا پروانہ
ہے سارا نگارستانِ جہاں تیرے ہی تفنّن کا ساماں
بازیچۂ عالم کا خود ہی کرتا ہے تماشہ روزانہ

A Hair perhaps divides the
False and True;
Yes; and a single Alif were
the clue—
Could you but find it— to
the Treasure-house,
And peradventure to THE
MASTER too;

یاں باطل و حق میں فرق مگر باریک ز موئے بریشم
اِک حرف الف اللہ اللہ شاید کہ کلیدِ "لا و نعم"
اِس رمز دقیق و لاینحل اس عقدۂ سربستہ کا حل
اُس قادرِ مطلق کا بھی پتہ لگ جائیگا اِک دن اے ہمدم

Whose secret presence, through
Creation's veins
Running Quicksilver-like eludes
your pains;
Taking all shapes from Mah
to Mahi; and
They change and perish all—
but He remains;

ہر شئے میں تیرا جلوہ پایا ہر چیز میں تیری روح رواں
اِس کون و مکاں کی رگ رگ میں قدرت کا تری سیماب دواں
ظاہر بھی تو ہی اور تو ہی نہاں از ماہ تا ماہی تو ہی عیاں
سب کو ہے تغیر سب کو فنا بس تو ابدی بس تو پایاں

But if in vain, down on the stub-
born floor
Of Earth, and up to Heav'n's
unopening Door,
You gaze To-DAY, while you
are you—how then
To-MORROW, when You shall
be You no more?

اِس دہر کے فرشِ خاکی پر تکیہ جو لگائے بیٹھا ہے
گردوں کے درِ بستہ پہ عبث نظریں جو لگائے بیٹھا ہے
یاں سب کچھ ہے جبتک تو ہے۔ جب تو ہی نہیں سب کچھ ہوا ہے
اس آج کی دنیا میں کل پر۔ کیوں آس لگائے بیٹھا ہے؟

Oh, plagued no more with
Human or Divine,
To-morrow's tangle to itself
resign,
And lose your fingers in the
tresses of.
The Cypress-slender Minister
of Wine.

اِک سعیٔ عبث ہے دُنیا کی یا دین کی باتیں سُلجھانا
آساں ہے بادِ صرصر کی اس سے تو زلفیں سُلجھانا
واعظ کو مبارک کربِ محن پیچیدہ مسائل کی اُلجھن
رندوں کو مبارک کاکلِ دخترِ رز کی پیچیں سُلجھانا

Waste not your Hour, nor in
the vain pursuit
Of this and that endeavour
and dispute;
Better be jocund with the
fruitful Grape
Than sadden after none, or
bitter, fruit.

تحقیق و تجسس میں واعظ تو وقت کو یوں برباد نہ کر
بیکار کھپاتا ہے سر کو اِن اُلٹی سیدھی باتوں پر
جو بادۂ گلگوں میں ہے اثر ہے تیری ذکاوت سے برتر
اس منطق و بحث لایعنی کا حاصل ہے بس تلخ ثمر

For let Philosopher and Doctor preach.
Of what they will, and what they will not—each
Is but one Link in an eternal Chain.
That none can slip, nor break, nor over-reach.

گر واعظ و صوفی پند و نصیحت کرتے ہیں تو کرنے دو
گر علم و عمل کا اپنے یہ دم بھرتے ہیں تو بھرنے دو
ہے سلکِ مقدّر میں جو کڑی کرتی ہے معیّن سب کی گھڑی
اچھا ہے اسی غفلت میں ان کی لفّاظی کو سرنے دو

You know' my Friends, with what a brave Carouse.

I made a Second Marriage in my house;

Divorced old barren Reason from my Bed,

And took the Daughter of the Vine to Spouse.

یارانِ طریقت پھر میں نے اک تازہ کیا رشتہ قائم

"دانش" وہ زنِ فرسودہ سے حاصل کیا چھٹکارا دائم

گھر لایا ہوں جب سے بنتِ عنب صد عشوہ بداماں خندہ بلب

اک کیف و سرورِ بے پایاں ہے قلب میں آسودہ تائم

For "Is" and "Is-not" though
with Rule and Line,
And "Up-AND-DOWN" by Logic
I define,
Of all that one should care to
fathom, I
Was never deep in anything but
—Wine.

اس "لاونعم" کی منطق میں بیکار پھنسا تو دیوانہ
یہ ذہن رسائے انساں کی تخئیل کا ہے سب افسانہ
اس فہم محالی کا تیرے اس وہم خیالی کا تیرے
گر ہے تو مداوا ایک ہی ہے صہبا کا چھلکتا پیمانہ

And lately, by the Tavern Door
agape.
Came shining through the Dusk
an Angel Shape
Bearing a Vessel on his
Shoulder; and
He bid me taste of it; and
'twas—the Grape!

اِک دخترِ پری پیکر دیکھا میخانے کے در پہ استادہ
کاندھے پہ بڑا سا خُم رکھے۔ یہ رندوں میں تھا افتادہ
کچھ حال پہ شاید رحم آیا اس خُم کو مرے منہ تک لایا
لب لگتے ہی جاں بن جاں آئی دل خوش باد، سر خوش بادہ!

The Grape that can with Logic
absolute.
The Two-and-Seventy jarring
Sects confute:
The sovereign Alchemist that
in a trice.
Life's leaden metal into Gold
transmute:

ہے کن فیکاں کا رازِ نہاں انگور کے اِک پیمانے میں
اک لحظہ کا وقفہ ہے حائل اس سانس کے آنے جانے میں
اے شیخ ترے کچھ ہاتھ نہیں یہ تیرے بس کی بات نہیں
مِلّت کے بہتّر فرقوں کا حل ڈھونڈ مگر میخانے میں

Why, be this Juice the growth
of God, who dare
Blaspheme the twisted tendril
as a Snare?
A Blessing, we should use it,
should we not?
And if a Curse—why, then, Who
set it there?

ہیں بنتِ عنب کے تو اور میں اور ایک زمانہ گرویدہ
پھر کاکلِ پیچاں کو اس کے ہے دام سے نسبت بیہودہ
انگور خدا کی نعمت ہے۔ اے شیخ یہ اُس کی رحمت ہے
گر قہر کہیں اس کو تو بتا ہے امر سے کس کے روئیدہ؟

I must abjure the Balm of Life, I
must.
Scared by some After-reckoning
ta'en on trust,
Or lured with Hope of some
Diviner Drink,
To fill the Cup-when crumbled
into Dust!

اِک وعدۂ موہوم جنّت پر اپنے دل کو شاد کروں!
اک خوفِ سزائے فردا پر اس زیست کو بھی برباد کروں!
تن مٹی سے ڈھک جانے پر منھ مٹی سے بھر جانے پر
ایفائے عہد کی پھر کس سے اور کس منھ سے فریاد کروں!

If but the Vine and Love-abjuring Band.
Are in the Prophet's Paradise to stand,
Alack, I doubt the Prophet's Paradise
Were empty as the hollow of one's Hand.

گر جنتِ موعودہ میں تری بستے ہیں بُتانِ رشکِ قمر
گر بادۂ گلگوں کی نہریں بھی بہتی ہیں تا حدِّ نظر
کیا بات؟ کہ ہر ناجائز کی۔ واں تو نے بسیج جائز کی
شک ہے نہ کہیں فردوس ترا ہو نقشِ خیالی سر تا سر

Oh, threats of Hell and Hopes
of Paradise!

One thing at least is certain-
This Life flies,

One thing is certain and the
rest is Lies;

The flower that once has blown
for ever dies.

جنّت کی توقع لایعنی اور لایعنی دوزخ کا ڈر

یہ بات صحیح اور جھوٹ سبھی یہ جان نہیں آتی جا کر

یہ جاں نہیں لَوٹیگی کبھی یہ بات صحیح اور جھوٹ سبھی

پژمردہ ہی ہوتا ہے غنچہ اک بار شگفتہ ہو کے مگر

Strange, is it not? that of the
myriads who
Before us pass'd the door of
Darkness through,
Not one returns to tell us
of the Road,
Which to discover we must
travel too.

کیا بات تعجب کی یہ نہیں وہ سب جو سدھارے سوئے عدم
حالات وہاں کے کہنے کو لوٹا نہ کوئی ازراہِ کرم
یہ منزلِ وحشت سر کرنے تنہا ہی سفر آخر کرنے
بے یار و مددگار و مونس اُٹھینگے ہمارے بھی تو قدم

**The Revelations of Devout and
Learn'd**

**Who rose before us, and as
Prophets burn'd,**

**Are all but Stories, which
awoke from Sleep**

**They told their comrades, and to
Sleep return'd.**

پیغام برانِ عہدِ سلف وہ علم و عمل کے فرزانے

کہتے ہیں رموزِ الہامی تھے لے کر آئے سمجھانے

اک خوابِ گراں سے بیداری میں انکی ہدایت تھی جاری

پھر خوابِ گراں میں لوٹ گئے دلچسپ سُنا کر افسانے

Why, if the Soul can fling the
Dust aside,
And naked on the Air of Heaven
ride,
Were't not a Shame—were't
not a Shame for him
In this clay carcase crippled to
abide?

گر رُوح حقیقت میں اپنی مختار ہے اور مجبور نہیں
گر بندشِ جسمِ خاکی میں یہ قید نہیں محصور نہیں
مفلوج و مُقیّد پھر کیونکر یہ رہتی ہے بےبس ہوکر
کیوں کالبد خاکی سے اسکو آزادی مقدور نہیں

But that is but a Tent where in
may rest.

A Sultan to the realm of Death
addrest;

The Sultan rises, and the dark
Ferrash

Strikes, and perpares it for
another guest

اس دہر میں باصد جاہ و حشم اک آیا اک سلطان گیا

اک روز کی عیش و عشرت کر اور لیکے بس ارمان گیا

دن ڈھلتے ہی آیا پیکِ اجل پروانہ عدم کا لیکے اٹل

دنیا کی سرائے فانی میں اک آیا اک مہمان گیا

I sent my Soul through the In-
visible,
Some letter of that After-life
to spell:
And by and by my Soul return'd
to me,
And answer'd "I Myself am
Heav'n and Hell:"

اس روح کو بھیجا چرخ پہ تا معلوم ہو عقبیٰ کی حالت
کیا بعدِ فنا انساں کیلئے ہے بھی کہ نہیں" آفت راحت"
وہ ہفت فلک گھوم آئی مگر یہ ساتھ انوکھی لائی خبر
اے دوست وہاں کیا رکھا ہے" تو خود دوزخ تو خود جنت"

Heav'n but the Vision of fulfill'd
Desire,

And Hell the Shadow from a
Soul on fire,

Cast on the darkness into
which Ourselves,

So late emerged from, shall so
soon expire,

جنّت کی حقیقت محض یہی اک رُوح کا بالیدہ ہونا

دوزخ کی حقیقت بس اتنی اک رُوح کا رنجیدہ ہونا

انساں کی حقیقت اس کے سوا کچھ اور نہیں اک رقِ فنا

ظلمت سے نکل کر ظلمت میں معدوم و پوشیدہ ہونا

We are no other than a moving row
Of visionary Shapes that come and go
Round with this Sun-illumin'd Lantern held.
In midnight by the Master of the Show;

ہم ہیں متحرک تصویریں۔ پُتلے ہیں جو گردش کرتے ہیں
تصویر کے پَردے پر گویا سائے ہیں جو چلتے پھرتے ہیں
قندیل فلک ہے وجہ بقا انجام حیات اپنی ہے فنا
جیتے ہیں اُسی کے منشا سے اُسی کے مرتے ہیں

'T is all a Chequer-board of
Nights and Days

Where Destiny with Men for
pieces plays:

Hither and thither moves,
and mates, and slays.

And one by one back in the
Closet lays.

ہیں تختۂ چوسر شام و سحر یہ دنیا آنی جانی ہے

تقدیر کے ہاتھوں انساں کو مہروں کی طرح پیش آتی ہے

گردش میں رکھا یاں مات دیئے واں شہ سے عزم توڑ دیئے

پھر کنجِ فراموشئ لحد کی آخری منزل ٹھانی ہے

The Ball no question makes of
Ayes and Noes,
But Right or Left as strikes
the Player goes:
And He that toss'd you
down into the Field,
He knows about it all-HE knows
—HE knows!

کس منھ سے سوال این و آں اور کس سے کرے گوئے چوگاں
بازندۂ شاطر کی زد میں ہر دم جو رہے افتاں خیزاں!
جولانگہ عالم میں سب سے کھل کھیلے ہے وہ تجھے مجھے
جانے ہے اگر وہ جانے ہے تقدیر کا اپنی سود و زیاں

The Moving Finger writes, and,
having writ,
Moves on: nor all your Piety
nor Wit
Shall lure it back to cancel
half a line,
Nor all your Tears wash out
a Word of it.

قرطاسِ مقدّر پہ جب سے ہستی کی بنی ہیں تصویریں
تقدیر کے ہاتھوں انساں کی گردش میں رہی ہیں تدبیریں
نے آہ و بُکا نے عجز و دُعا اک حرف مٹا سکتا اس کا
قدرت کے نوشتہ کی اَن مِٹ پتھر پہ ہوئی ہیں تحریریں

And that inverted Bowl we call
the Sky,

Where under crawling coop'd
we live and die,

Lift not your hands to it for
help—for It,

As impotently rolls as you
or I.

یہ کاسۂ واژون چرخ جسے ہم آپ پکارا کرتے ہیں

محصور و مقید جس کے تلے ہم آپ گذارا کرتے ہیں

مجبور محض ہے اور بیکس وہ ہم سے زیادہ ہے بے بس

بے سود و عبث اس کے آگے ہم ہاتھ پسارا کرتے ہیں

YESTERDAY This Day's Madness did prepare;
TO-MORROW'S Silence, Triumph, or Despair:
Drink! for you know not whence you came, nor why:
Drink! for you know not why you go, nor where.

ہنگامۂ "امروزہ" کی یہاں "دیروز" ہوی ہے تیاری
اور یاس و اُمیدِ "فردا" کی اک دل میں خلش جاری ساری
کیوں اور کہاں سے آتا ہے کیوں اور کہاں تو جاتا ہے؟
مت پوچھ! پیئے جا اور پلا۔ یہ سانس رہے جبتک جاری

The Vine had struck a fibre:
which about.
If clings my Being—let the
Dervish flout;
Of my Base metal may be
filed a Key,
That shall unlock the Door he
howls without.

اِس رند کی ہستی سے لپٹے ہے تاک کی زُلفِ پُرپیچاں
اور دخترِ عنب ہے رگ رگ میں اس رند کی وارفتہ رقصاں
ہے خاک سے میری پیوستہ اُس در کی کلیدِ گُم گشتہ
جس در میں داخل ہونے کو چلّاتا ہے شیخِ نالاں

And this I know: whether the
one True Light
Kindle to Love, or Wrath-con-
sume me quite,
One Flash of It within the
Tavern caught
Better than in the Temple lost
out-right.

خمخانۂ ساقی میں ہم نے وہ نور و تجلیٰ دیکھا ہے
زاہد نے جسے برسوں نہ کبھی بر روئے مصلیٰ دیکھا ہے
وہ جلوے درونِ مینا ہیں جو رشک طور سینا ہیں
رندان ازل نے کیا کہیئے کیا۔ نورِ معلیٰ دیکھا ہے

I tell you this—When, started
from the Goal,
Over the flaming shoulders of
the Foal
Of Heav'n Parwin and Mushtari
they flung
In my predestin'd Plot of Dust
and Soul.

گو روزِ ازل یہ اشہب خاکی لے کر جسم و جاں نکلا
گو آتشِ زیرِ پا ہو کر دنیا کی طرف پرّاں نکلا
پروین و زحل سے گذرا تھا مشکل سے زمیں پر اُترا تھا
گم گشتۂ خاک و باد مگر یہ کالبدِ انساں نکلا

With Earth's first Clay They
did the Last Man knead,
And there of the Last Harvest,
sow'd the Seed:
And the first Morning of
Creation wrote
What the Last Dawn of Re-
ckoning shall read.

اس دہر کی مٹی سے پہلے جب انساں کی تعمیر ہوی
تقدیر کے ہاتھوں تدبیرِ انساں کی خود تسخیر ہوی
قدرت کا نوشتہ روزِ ازل محشر میں بنا ہے فردِ عمل!
کیا خوب یہی تحریر بنائے پرسش اور تعزیر ہوی

What! out of senseless Nothing
to provoke
A conscious Something to
resent the yoke
Of unpermitted Pleasure,
under pain
Of Everlasting Penalties, if
broke!

خود نیست کے عالم سے پیدا اک عالمِ ہست و بود کیا
خود عرصۂ ہستی کے دامن کو عصیاں سے آلود کیا
پھر خواہش نفسانی دیگر۔ لذت کی فراوانی دیگر
مجبورِ محض بندے کو تو نے ملعون و مردود کیا

What! from his helpless Creature be repaid
Pure Gold for what he lent him dross-allay'd—
Sue for a Debt he never did contract,
And cannot answer—Oh, the sorry trade!

مجبورِ محض بندے سے تو نے امیدِ اضداد رکھی
جب شر کے آب و گِل پر اس بیچارے کی بُنیاد رکھی
خود کھوٹ کی دنیا عام کرے پھر مانگے ہم سے دام کھرے
کیا خوب تجارت کی تو نے کیا خوب طریقِ داد رکھی

Oh Thou, who didst with pitfall
and with gin
Beset the Road I was to
wander in,
Thou wilt not with Predestin'd
Evil round
Enmesh, and then impute my
Fall to Sin ?

اے تو کہ مے و شاہد سے مری خود راہ گزر آباد کیا
اور خود ہی سرشتِ انساں کی تخلیق ز خاک و باد کیا
جائز ہے کہاں تک پھر یا رب یہ حسنِ عمل کا حسنِ طلب؟
کیوں کالبدِ خاکی کو ملزم ٹھہرا کر برباد کیا؟

Oh Thou, who Man of baser
Earth didst make,

And ev'n with Paradis devise
the Snake:

For all the Sin the Face of
wretched Man

Is black with—Man's Forgive-
ness give—and take!

انساں تراشہ کارِ اتم جب خاک کی ادنیٰ خلقت ہے

جب دانۂ گندم اور شیطاں بھی داخلِ باغِ جنت ہے

مجبور کو پھر کہنا مجرم انصاف کہاں کا ہے منعم؟

اب عفوِ گناہِ انساں ہی میں تیری شانِ رحمت ہے

Better, oh better, cancel from
the Scroll
Of Universe one luckless
Human Soul,
Than drop by drop enlarge
the Flood that rolls
Hoarser with Anguish as the
Ages roll.

بہتر تھا خداوندا بہتر پیدا ہی نہ کرتا نوعِ بشر
دنیا کے مصائب نذرِ بشر عقبیٰ کے مصائب پیشِ نظر
صد حیف ہے بےبس انساں۔ آلامؔ یہاں "بھی اور وہاں"
اے کاش کہ تخلیقِ آدم مسدود ہی ہو جائے یکسر

Kuza Nama کوزہ نامہ

As under cover of departing
Day
Slunk hunger-stricken Ramazan
away,
Once more within the Potter's
house alone
I stood, surrounded by the
Shapes of Clay.

تاریکیِ شب کے پردے میں اک شام وداعِ رمضاں پر
جا پہنچا حسبِ عادت میں پھر کوزہ گر کی دکّاں پر!
کثرت سے رکھے دیکھے ہر سو خم جام و صراحی اور سبو
ہر وضع کے مینا اور ساغر بکھرے ہوئے فرشِ دالاں پر

Shapes of all Sorts and Sizes,
great and small,
That stood along the floor and
by the wall;
And some loquacious Vessels
were; and some
Listen'd perhaps, but never
talk'd at all.

ہر وضع و قطع کے کوزے تھے اقسام کے رکھے پیالے تھے
اجسام جُدا اشکال جُدا اور رنگ اور روپ نرالے تھے
حیرت سے مجھے سکتہ آیا آپس میں انھیں گویا پایا
کچھ ان میں تھے خاموش مگر کچھ باتیں کرنے والے تھے

Said one among them- "Surely
 not in vain,

My substance from the common
 Earth was ta'en,

That He who subtly wrought
 me into Shape

Should stamp me back to shape-
 less Earth again?'

اک ساغر نے اوروں سے کہا یہ "بات قرینِ عقل نہیں

ہم کو وہ بنائے محنت سے پاکیزہ و نازک مثلِ نگیں

پھر غیظ و غضب کی حالت میں بے وجہ ادائے وحشت میں

ٹھکرا کے کرے پارہ پارہ اور پاش یہ اجسامِ رنگیں"

Another said—"Why ne'er a peevish Boy
Would break the Cup from which he drank in Joy
Shall He that of his own free Fancy made
The Vessel, in an after-rage destroy!"

اک جام ہوا پھر یوں گویا "اک طفل شریر آوارہ
جس ظرف سے پیتا ہو شربت اُس کو نہیں کرتا ناکارہ
پھر ممکن ہے اک ماہر سے اک صانع اور کاریگر سے
خود صنعت اپنی آپ کرے برہم ہو کر پارہ پارہ"

None answer'd this; but after
Silence spake
Some Vessel of a more ungain-
ly Make;
"They sneer at me for lean-
ing all awry:
What! did the Hand then of the
Potter shake?"

اِک زشت نمونہ ان میں تھا کچھ بھدی شکل اور پنجر کا
وہ شکوہ سنج صناعی اور شاکی تھا کاریگر کا
"سب ہنستے ہیں اس ہیئت پر بدشکلی پر کج قامت پر
کیا میرے ڈھلتے وقت کہیں کچھ ہات ہلا کوزہ گر کا؟"

Whereat some one of the loquacious Lot—
I think a Sufi pipkin waxing hot—
"All this of Pot and potter—Tell me then,
Who is the Potter, pray, and who the Pot?"

اک خُم نے کہا جو ان سب میں تھا عقل و فراست کا حامل
"ہے واعظ و صوفی کی منطق اور بحث سراسر لاحاصل
ہم اُس سے ہیں اور وہ ہم سے تفسیر ہے ربطِ باہم سے
خود کوزہ گر و خود کوزہ و گل خود ساقی و خود رندِ بسمل!"

Said one — "Folks of a surly
Master tell,
And daub his Visage with the
Smoke of Hell:
They talk of some sharp Trial
of us — Pish!
He's a Good Fellow, and 'twill
all be well".

پھر اک نے کہا۔ "کہتے ہیں یہی جب معرکۂ محشر ہوگا
وہ یار بہت درہم برہم اور تیغ بکف ظاہر ہوگا
رحمٰن و رحیم بے ہمتا کے پاس کہاں دوزخ کا پتہ
بس اس کے حضورِ والا میں سب بہتر ہی بہتر ہوگا

"Well," said another, "Whose
    will, let try,
My Clay with long oblivion is
    gone dry:
But fill me with the old fami-
    liar Juice,
Methinks I might recover by-
    and by!"

اک کوزۂ کہنہ پھر سے ہوا مصروفِ تکلّم آہستہ
مُدّت سے مِٹّی خشک مری اور حال بھی ہے از بس خستہ
اے کاش کوئی احساں کر دے کچھ بادۂ کہنہ ہی بھر دے
تا داروئے مے سے بالیدہ ہو رُوح مری رفتہ رفتہ

So while the Vessels one by one
were speaking,
One spied the little Crescent,
all were seeking:
And then they jogged each
other, "Brother! Brother!
Now for the Potter's shoulder-
knot a-creaking!"

یہ باتیں ہوتی تھیں کہ فلک پر آیا ماہِ عید نظر
گُم گشتہ کلیدِ میخانہ جیسے کہ لگی ہو ہات مگر
لو آیا پکارے ملکے سب اے بھائیو دورِ عیش و طرب
وہ دیکھو کھنچتے ہیں کیسے پھر بازوئے دستِ کوزہ گر

Ah, with the Grape my fading
Life provide,
And wash my Body whence the
Life has died,
And lay me, shrouded in the
living Leaf,
By some not unfrequented,
Garden side.

پیغام اجل کا آنے پر اس رند کو اے یارانِ کہن
انگور کا پانی نہلانے انگور کے پتّوں کا ہو کفن
اک گوشۂ تنہائی میں اسے تُم سونپ کے آنا چُپکے سے
احسان سوا ہوگا جو بنے انگور کے سایہ میں مدفن

Whither resoting from the vernal Heat

Shall Old Acquaintance, Old Acquaintance greet,

Under the Branch that leans above the Wall

To shed his Blossom over head and feet.

رہگیر تپش سے موسم کی جس سایہ میں ستائینگے
احباب جہاں پھر یادِ رفتہ تازہ کرنے آئینگے
بلبل کی غزل خوانی ہوگی شاخوں کی فراوانی ہوگی
جو خاکِ تُربت پر میری پھولوں کا مینھ برسائینگے

Then ev'n my buried Ashes such a snare

Of Vintage shall fling up into the Air.

As not a true-believer passing by

But shall be overtaken unaware.

اِس رند کی خاکِ تُربت سے اُٹھیگا غبارِ مستانہ

اور ساری فضا پر چھائیگا اک دامِ بسیط رندانہ

اے شیخ ذرا ہشیاری سے لے کام تری عیاری سے

دشوار ہے زد سے بچ نکلے اپنا ہو یا کہ بیگانہ

Indeed, indeed, Repentance oft
    before
I swore but was I sober when I
    swore?
And then and then came
    Spring, and Rose-in-hand
My thread-bare Penitence apie-
    ces tore.

سو بار قسم کھائی میں نے سو بار ہوا تائب نالاں
پر ترک یہ خوئے بادہ کشی کس طرح سے ہوتی اے ناداں
دیکھا نہیں تو ہنگام سکوں ہو کر ہی رہا پھر دورِ جنوں
جب فصلِ بہار آئی رقصاں گلدستہ بکف فرحاں شاداں

**Yet Ah, that spring should
vanish with the Rose!**

**That Youth's sweet scented
manuscript should close!**

**The Nightingale that in the
branches sang,**

**Ah whence, and whither flown
again, who knows!**

لو ختم ہوا پھر موسمِ گُل افسوس بہار آئی بھی گئی
گلشن میں شباب و حُسن کے پھر کیف نکھار آئی بھی گئی
معلوم نہیں کس جا کیونکر پرواز وہ کی رنگیں پیکر
پھر بلبل وارفتہ گُل پر سو جاں سے نثار آئی بھی گئی

Indeed the Idols I have loved so
long
Have done my credit in Men's
eye much wrong:
Have drown'd my Glory in a
shallow Cup,
And sold my Reputation for a
Song.

افسوس بتانِ بے پروا نے میرا کام تمام کیا
اس بندۂ بے دامِ الفت کا راز ہی طشت از بام کیا
ناموس و شرافت کو آخر افسوس کیا غرقِ ساغر
رسوائے زمانہ کر کے مجھے محرومِ ننگ و نام کیا

Oh if the World were but to re-
create,

That we might catch ere closed
the Book of Fate.

And make The Writer on a
fairer leaf,

Inscribe our names, or quite
obliterate!

اے کاش کہ ساقی از سرِ نو اس دنیا کی پھر خلقت ہو

زاں پیش کہ تیری اور میری یہ بندِ کتابِ قسمت ہو

یا کاتبِ قدرت پھر جائے اک تازہ نوشتہ لکھ جائے

یا پاک ہمارے ناموں سے فہرستِ لوحِ قدرت ہو

**Ah, Love! could you and I with
Him conspire
To grasp this sorry Scheme of
Things entire,
Would not we shatter it to
bits—and then
Re-mould it nearer to the
Heart's Desire!**

اے کاش کہ ساقی تو اور میں کچھ اس سے بھی تو ناز کریں
اس ہستیٔ دوں کی بے ربطی کا ظاہر اس پر راز کریں
اس نظمِ کہن کو پاش کریں اک عالمِ نو آغاز کریں
تا سازِ جہاں اور سازِ دل کو کچھ تو ہم آواز کریں

But see! The rising Moon of
Heav'n again

Looks for us, Sweet-heart,
through the quivering Plane:

How oft hereafter rising
will she look

Among those leaves— for one of
us in vain!

یہ ماہِ درخشاں تا بہ ابد ہر ماہ یونہی تاباں ہوگا
گردوں کے منازل طے کرتے ہر شکل میں افروزاں ہوگا
اِس رشکِ قمر اُس ماہ جبیں کی دید سے محروم و غمگیں
ہم کو بھی نہ پاکر افسردہ افلاک پہ سرگرداں ہوگا

And when like her, oh Saki, you
shall pass
Among the Guests Star-scatter'd
on the Grass,
And in your joyous errand
reach the spot
Where I made one—turn down
an empty Glass!

اے ساقئ مہوش بعد مرے پھر جام بکف جب تو آنا
اور محفل نائو نوش میں پھر یارانِ طریقت کو پانا
اُسوقت مرے پیچھے ساقی رہ جائے جو کچھ تلچھٹ باقی
تو ساغرِ مے اُس رند کی خاکِ خشک پہ بھی اُلٹا جانا

ابریقِ مے مرا شکستی ربّی
برمن درِ عیش را ببستی ربّی
برخاک بریختی مے نابِ مرا
خاکم بدہن مگر تو مستی ربّی

یارب یہ کہاں کی شوخی ہے جو ساغرِ مے کو پاش کیا
مسدود درِ عیش و عشرت بے کیف یہ بود و باش کیا
مے بہ گئی ساغر پھوٹ گیا دل بیٹھ گیا جی چھوٹ گیا
خاکم بدہن رازِ مستی اپنا ہی تو نے فاش کیا

ٹوٹ

ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو؟
وانکس کہ گناہ نکرد چوں زیست بگو؟
من بد کنم و تو بد مکافات دہی
پس فرق میانِ من و تو چیست بگو؟

ہے دستِ درازِ عصیاں سے ہر ایک گریبان چاک یہاں
یاں کون جیا ناکردہ گنہ؟ یہ سارا ہے ناپاک جہاں
تجھ سے تھی اُمیدِ عفوِ خطا برعکس سزا ہوتی ہے عطا!
پھر تجھ میں مجھ میں فرق کہاں؟ تو اور یہ مشتِ خاک کہاں!

تمام شد

سنہ ۱۹۴۶ء